ابومعاویہ رحمانی (رحیم یار خان)

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا
بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اُم المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے علاوہ نرینہ اولاد کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بنات طاہرات تھیں۔سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم، سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔سیدہ زینب اپنی بہنوں میں سے بڑی تھیں۔یہ ابوالعاص بن الربیع کے عقد نکاح میں تھیں۔ابوالعاص کی والدہ محترمہ کا نام ھالہ بنت خویلد تھا جو رشتہ کے اعتبار سے سیدہ زینب کی خالہ تھیں۔ابوالعاص کے نام کے متعلق مختلف روایات ہیں جن میں ان کے یہ نام بھی مذکور ہیں۔لقیط مہشم، مقسم، ہاشم۔ابوالعاص کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ابوالعاص بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس بن عبدمناف۔عبدمناف میں دونوں زوجین کا نسب متحد ہوجاتا ہے کیونکہ سیدہ کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔زینب بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف۔بنوعبدالشمس اور بنواُمیہ کے بنوہاشم کے ساتھ ازدواجی رشتے تاریخ کی اس موضوع روایت کی تکذیب کرتے ہیں جس میں یہ کہا گیا ہے کہ عبدشمس اور ہاشم کی ولادت ایک بطن سے ہوئی اور ولادت کے وقت ان کے جسم ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے اور تلوار کے ذریعے ان جسموں کو ایک دوسرے سے جدا کیا گیا۔اسی بنا پر ان دوخاندانوں کے درمیان ہمیشہ خون کی لکیر رہی ہے۔

شہادت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، واقعہ صفین اور حادثہ کربلا اسی سرخ لکیر کے نتائج ہیں جب فاران کی چوٹیوں سے نور نبوت کا طلوع ہوا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک، کفر اور جہالت کی ظلمات کو نور اسلام سے تبدیل کرنے کے لیے تبلیغ رسالت کا فریضہ سرانجام دینا شروع کیا تو سوائے چند سعید نفوس کے، مکہ کا تمام ماحول آپ کے خلاف ہوگیا اور آپ کی ایذارسانی کا ہر طریقہ استعمال کیا گیا۔اس وقت سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم ابولہب کے بیٹوں کے نکاح میں تھیں، ابھی رخصتی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ ابولہب نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور ان کو کہا جب تک تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکیوں کو طلاق نہیں دو گے۔اس وقت تک میرا اٹھنا بیٹھنا تمہارے ساتھ حرام ہے، باپ کی اس دھمکی پر ان دونوں نے آپ کی بنات طاہرات کو طلاق دے دی۔

قریش نے ابوالعاص پر بھی ترغیب اور ترہیب کے دونوں طریقے استعمال کئے لیکن یہ ثابت قدم رہے۔کفار کی ان ایذارسانیوں کی بنا پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر اس کے بعد مدینہ کی طرف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں آگئے۔۲ھ میں غزوۂ بدر کا واقعہ پیش آیا۔اس غزوہ کو قرآن مجید میں ''یوم

الفرقان‘‘ سے تعبیر کیا گیا ہے۔اس غزوہ میں کفر سرنگوں ہوا۔صنادید کفار میں سے ستر مقتول ہوئے اوراسی تعداد کے برابر قید ہوئے۔ان ہی قیدیوں میں ابوالعاص بن الربیع بھی شامل تھے۔ان کو ایک انصاری عبداللہ بن جبیر نے گرفتار کرلیا۔کفار مکہ نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں زرفدیہ بھیجا۔سیدہ زینب نے بھی اپنے شوہر کی رہائی کے لیےان کے بھائی عمر بن الربیع کے ہاتھ فدیہ کے لیے عقیق کا وہ ہار بھیجا جو کہ ان کی والدہ سیدہ خدیجہ سلام اللہ علیہا ورضوانہ نے ان کو دیا تھا۔ جوں ہی وہ ہار آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔آپ آبدیدہ ہوگئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہوکر فرمایا۔اگر مناسب سمجھو تو یہ ہار زینب کو واپس کردو۔یہ اس کی ماں کی نشانی ہے۔ابوالعاص کا فدیہ یہ ہے کہ وہ مکہ جاکر زینب کو مدینہ بھیج دے۔تمام صحابہ نے آپ کے اس مشورہ کو برضائے قلب وخوشی قبول کرلیا اور ابوالعاص نے بھی یہ شرط قبول کرلی۔سیدہ زینب کے مکہ سے لانے کی یہ صورت بنائی گئی کہ حضرت زید بن حارثہ مکہ سے باہر بطن ’’یاجج‘‘ کے مقام پر ٹھہریں‘بی بی زینب کوان تک پہنچادیا جائے گا وہ ان کو مدینہ منورہ میں لے آئیں گے۔وعدہ کے مطابق ابوالعاص نے سیدہ زینب کو اپنے بھائی کنانہ بن الربیع کے ہمراہ روانہ کیا۔جب قریش کو یہ بات معلوم ہوئی تو ان کی آتش غضب بھڑک اٹھی اور سیدہ کا تعاقب کیا۔

ہبار بن اسود نے اونٹ کو نیزہ مارا۔اونٹ کے بدکنے کے باعث آپ گر گئیں اور آپ کا جسم اطہر ایک پتھر پر جاکر لگا۔آپ اس وقت چونکہ حالت حمل میں تھیں اس چوٹ سے حمل ساقط ہوگیا۔اس پر کنانہ غضب ناک ہوگئے۔ترکش سے تیر نکالا اور بولا اب اگر تم میں سے کوئی قریب آیا تو میں اپنے تیروں سے اس کا وجود چھلنی کردوں گا۔اس پر کفار رک گئے۔اتنے میں ابوسفیان آگے بڑھا اور کنانہ کو کہا بھتیجے! اپنے تیر روک لو‘میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔کنانہ نے کہا کہو کیا کہنا چاہتے ہو‘ابوسفیان نے کنانہ کے کان میں کہا تم کو معلوم ہے کہ محمد ﷺ کے ہاتھوں ہم نے کس قدر ذلت آمیز شکست اٹھائی ہے۔اگر تم اُن کی بیٹی کو اس طرح علانیہ لے جاؤ گے تو اس میں ہماری بڑی بے عزتی ہوگی۔بہتر یہ ہے کہ اس وقت زینب کو مکہ واپس لے جاؤ۔پھر کسی وقت پوشیدہ طور پر رات کو لے جانا۔کنانہ نے یہ تجویز مان لی اور اس وقت وہ بی بی زینب کو لے کر مکہ واپس آگئے اور پھر پوشیدہ طور پر رات کو انہوں نے سیدہ زینب کو زید بن حارثہ کے پاس پہنچادیا اور وہ ان کو لے کر مدینہ منورہ آگئے۔سیدہ زینب کے جانے کے بعد پھر قریش کا ایک وفد ابوالعاص کے پاس آیا اور ان کو کہا تم زینب کو طلاق دے دو اور قریش کی جس عورت کو بھی پسند کرو گے‘ہم اس کے ساتھ تمہاری شادی کردیں گے۔ابوالعاص نے جواب دیا: میں زینب کو ہرگز طلاق نہیں دوں گا۔قریش کی کوئی عورت اُس کے برابر نہیں ہوسکتی۔ابوالعاص کے اس جواب سے قریش اپنی مطلب براری سے مایوس ہوگئے۔ابوالعاص کو سیدہ زینب سے حد سے زیادہ محبت تھی۔ان کے مدینہ آنے کے باعث ابوالعاص ہمیشہ مضطرب اور بے چین رہنے لگے۔ایک دفعہ وہ شام کی جانب جارہے تھے اور سیدہ زینب کو یاد کرکے پرسوز لہجہ میں یہ شعر پڑھ رہے تھے۔جب میں ارم کے مقام سے گزرا تو زینب کو یاد کیا اور کہا کہ خدا اس شخص کو شاداب رکھے

جو حرم میں مقیم ہے۔امین کی بیٹی کو خدا جزائے خیر دے اور ہر خاوند اسی بات کی تعریف کرتا ہے جس کو وہ خوب جانتا ہے
۔سیدہ زینب کی اولاد میں اس وقت ایک بچی تھی، جس کا نام اُمامہ تھا اور ایک بچہ جس کا نام علی تھا۔ یہ دونوں بچے اپنے نانا محمد عربی ﷺ کی آغوش تربیت میں آ گئے اور آپ ﷺ کو اپنے یہ دونوں نواسے بے حد محبوب تھے۔ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کہیں سے ہدیۃً ایک ہار آیا۔آپ نے فرمایا میں یہ ہار اس کو دوں گا جو میرے اہل میں سے مجھے سب سے بڑھ کر محبوب ہے۔اس وقت چھوٹی امامہ گھر کے ایک کونے میں مٹی سے کھیل رہی تھی۔آپ اٹھے اور اپنی اس محبوب نواسی کے گلے میں یہ ہار ڈال دیا۔حدیث کی امہات الکتب صحاح ستہ میں شیخین کی راویت میں ہے کہ ایک دن آپ مسجد میں اس حالت میں تشریف لائے کہ امامہ دوش مبارک پر سوار تھیں۔آپ نے اسی حالت میں نماز پڑھانی شروع کر دی ۔جب رکوع اور سجدے میں جاتے تو ننھی امامہ کو آہستہ سے اتار دیتے جب کھڑے ہوتے تو پھر دوش مبارک پر بٹھا لیتے ۔اسی طرح پوری نماز ادا کی۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ان کی وصیت کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا اور حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کے حبالۂ نکاح میں آئیں اور ان کی زندگی میں فوت ہوئیں اور بی بی زینب کے فرزند سیدنا علی بن ابی العاص جو کہ آپ ﷺ کے سب سے بڑے نواسے تھے۔آپ کو بے حد محبوب تھے۔اس بچہ کی تربیت آپ نے خود ہی فرمائی۔الاستیعاب کی راویت کے مطابق فتح مکہ کے موقع پر یہی سبطِ رسول ﷺ کی اونٹنی پر آپ کے ردیف تھے۔اس وقت ان کی عمر چودہ پندرہ برس کی تھی۔الاستیعاب کی اس روایت کے اعتبار سے سیدنا علی بن ابی العاص کو اپنے مکرم نانا ﷺ کے ساتھ مصاحبۃ جہاد کا شرف بھی حاصل ہے جو کہ ایک بہت بڑی فضیلت ہے۔

۶ ھ میں ابوالعاص ایک تجارتی قافلہ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے کہ مقام عیص پر مجاہدین اسلام نے اس پر چھاپہ مارا اور تمام مال پر قبضہ کر لیا۔ابوالعاص نے بھاگ کر مدینہ میں آ کر سیدہ زینب سے امان طلب کی۔انہوں نے ان کو اپنی امان میں لے لیا۔صبح کے وقت جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سیدہ زینب نے با آواز بلند کہا **انی قد اجرت ابا العاص بن الربیع** یعنی میں نے ابوالعاص بن الربیع کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگو! تم نے کچھ سنا سب نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ پھر آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم! اس سے پہلے مجھے بھی اس واقعہ کی اطلاع نہیں تھی۔پناہ دینے کا حق تو ہر ادنیٰ مسلمان کو بھی حاصل ہے۔اس کے بعد جب نبی کریم ﷺ گھر تشریف لائے تو سیدہ زینب نے سفارش کی کہ ابوالعاص کو مال بھی واپس کر دیا جائے چونکہ کا برتاؤ سیدہ زینب سے انتہائی مشفقانہ رہا تھا۔اس لیے آپ ﷺ اس کا لحاظ کرتے تھے۔آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم میرے اور ابوالعاص کے رشتہ سے واقف ہو اگر تم اس کا مال واپس کر دو گے تو احسان ہوگا اور میری خوشی کا باعث ہوگا۔اگر نہ کرو گے تو یہ خدا کا عطیہ اور تمہارا حق ہے مجھ کو اس

پر کوئی اعتراض نہیں اور نہ ہی اصرار ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا تو منتہائے مقصود ہی نبی کریم ﷺ کی رضا تھی۔ انہوں نے بلا تامل تمام مال متاع ابوالعاص کو واپس کر دیا۔ ابوالعاص یہ تمام مال ومتاع لے کر مکہ آئے اور ہر شخص کو اس کا مال اس کے سپرد کر دیا اور ابوالعاص چونکہ امانت دار تھے۔ لوگ ان کے پاس اپنی امانتیں بھی رکھتے تھے۔ وہ امانتیں بھی ان کے مالکوں کے حوالہ کیں۔ پھر لوگوں سے مخاطب ہوئے کہ اب میرے ذمہ کسی کا مال اور امانت تو نہیں لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا تو سن لو میں مسلمان ہوتا ہوں۔ خدا کی قسم! مدینہ میں اسلام قبول کرنے سے مجھے صرف یہ امر مانع تھا کہ تم مجھے خائن نہ سمجھو۔ یہ کہہ کر پھر کلمۂ شہادت پڑھا اور اس کے بعد مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے۔ مدینہ پہنچ کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے کلمۂ شہادت اور آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کا اقرار کیا۔ چونکہ ابوالعاص کا سابقہ رویہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ انتہائی مشفقانہ اور شریفانہ تھا۔ اس لیے ان کے قبول اسلام کے بعد نبی کریم ﷺ نے سیدہ زینب کا دوبارہ نکاح ان کے ساتھ کر دیا۔

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ ایک خطبہ میں ابوالعاص کی وفاشعاری اور اس کے رویہ کا تذکرہ کیا تھا۔ واقعہ اس طرح ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غوراء بنت ابی جہل کے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ کیا۔ اس پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سخت رنجیدہ ہوئیں اور یہ شکایت لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ کو اس خبر سے سخت تکلیف ہوئی اور پھر مسجد میں تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا:

اما بعد! فأنی انکحت اباالعاص بن الربیع فحدثنی وصدقنی وان فاطمة بضعة منی وانی اکره ان یسؤها واللّٰه لایجتمع بنت رسول اللّٰه و بنت عدو اللّٰه عند رجل واحد فترک علی الخطبة

(بخاری۔ جلد ۱، صفحہ ۵۲۸)

ترجمہ: ''میں نے ابوالعاص بن الربیع سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا تھا۔ میرے ساتھ انہوں نے جو بات کہی سچی کہی اور فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔ میں اس بات کو گوارہ نہیں کرتا کہ اس کو تکلیف پہنچے۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہوسکتیں۔''

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا۔ ایک دوسری روایت میں ابوالعاص کے متعلق ان الفاظ کا بھی اضافہ ہے۔ اس نے جو بات کی سچی کی اور جو وعدہ کیا' پورا کیا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اس اسقاط حمل سے پیدا شدہ تکلیف میں ہمیشہ مبتلا رہیں اور اسی تکلیف سے ۸ ھ میں وفات ہوئی۔ سیدہ ام ایمن، سیدہ سودہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہن نے آپ ﷺ کی ہدایت کے مطابق غسل دیا اور آپ ﷺ نے کفن کے لیے اپنی چادر عنایت فرمائی کہ میری یہ چادر باقی کفن کے اندر رہو۔ آپ ﷺ نے خود نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضرت ابوالعاص اور حضور ﷺ نے خود مل کر ان کے جسد کو قبر میں اتارا۔ آپ ﷺ کی آنکھیں اشک بار تھیں اور آپ نے فرمایا زینب میری سب سے اچھی بیٹی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی تھی۔